GAME OVER

by Shera Rao

تہنیت EDITGRAPHY

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

NEW ERA MAGAZINE WWW.NEWERAMAGAZINE.COM

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گیم اوور

از شیز اراؤ

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔ اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول، ناولٹ، افسانہ، کالم، آرٹیکل، شاعری، پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین

☆☆☆☆☆

مس محراب رکئیے۔۔ایک جانی پہچانی آواز پر محراب نے پیچھے سر موڑا تو تراب کو کھڑا پایا جو کہ کافی سنجیدہ دکھ رہا تھا۔۔بلیک ٹراؤذر پر گرے ٹی شرٹ پہنے۔۔بازوں دونوں باہم پھنسائے محراب کو دیکھ رہا تھا۔۔محراب نے رُک کر اُسے دیکھا پھر سُست روی سے آگے چلنے لگی۔۔تو تراب بھی ساتھ ہولیا۔۔دونوں ساتھ چلنے لگے۔

السلام و علیکم مس محراب۔۔آپ یہاں کیسے؟تراب نے ساتھ چلتے محراب کو دیکھ کر سنجیدگی سے کہا۔

وعلیکم السلام۔۔مسٹر تراب صاحب۔۔۔میں آپکو کچھ بھی بتانے کی پابند نہیں ہوں۔۔۔محراب نے پتھریلے انداز سے کہا کہ اگلا بندہ سوال نہ کرے۔۔اسے اندازہ تھا کہ تراب اب اُسے سمجھانے لگ جائے گا کہ دوبارہ کیس نہ کھلواؤ۔۔کوئی فائدہ نہیں۔۔۔اور تم فضول میں اپنا وقت برباد کررہی ہو۔۔۔بلا بلا۔۔پر اگلا بندہ تراب تھا جو کہ اپنے مطلب کی بات کہلوانا جانتا تھا۔

تراب نے محراب کی بات پر کوئی ردِعمل نہیں دیا۔۔جیسے اُسے محراب سے اسی جواب کی توقع تھی۔۔دونوں تھوڑا دور نکل آئے۔۔محراب کو اپنے ساتھ تراب کے چلنے پر سخت کوفت محسوس ہورہی تھی۔۔جب

خاموشی طویل ہوئی تو محراب بیزاریت سے رُک گئی تو تراب بھی چلتے چلتے رُک گیا۔۔

آپ کے ساتھ مسئلہ کیا ہے؟ محراب نے کوفت سے کہا۔۔تو تراب نے معصوم سی شکل بنائے کندھے اچکائے۔محراب کو اس انداز پر آگ لگ گئی۔۔پر اس نے اپنے غصے پر بمشکل قابو پایا۔

تراب جیبوں میں ہاتھ ڈالے محراب کو پُرسکون انداز سے دیکھ رہا تھا۔۔

مسٹر تراب کیا آپ بتا سکتے ہے مجھے کہ آپکو کیا مسئلہ ہے؟ محراب نے دانت پیس کر بمشکل نرمی اختیار کی۔

میں آپکو بتانے کا پابند نہیں ہوں۔تراب نے محراب کی ہی کہی بات اُسی کو ہی کہہ دی۔۔محراب نے اپنے آپ کو پُرسکون کرنے کیلئے لمبا سانس کھینچا۔۔(یہ آدمی میری برداشت سے باہر ہے۔۔)

دیکھیے مسٹر تراب۔۔۔چاہے وہ دونوں کسی کیلئے اہم ہو یا نہیں پر میری زندگی میں ان دونوں کی کافی اہمیت تھی۔۔وہ سب نے دیکھا اور سنا۔۔پر کوئی اسٹینڈ لینے آگے نہیں بڑھا۔۔شاید ڈرگئے آپ سب لوگ کہ اسٹینڈ لینے پر اگلے شکار آپ سب نہ ہو۔۔پر مجھے اس چیز کی پرواہ نہیں ہے۔

میں اس معاملے کی تہہ تک جاؤں گی۔۔چاہے کچھ بھی ہو جائے۔۔۔میں پیچھے نہیں ہٹوں گی۔۔اس لیے آپ اپنا اہم وقت میرے اوپر تو ضائع مت کریں۔۔محراب نے قطعیت انداز سے کہا اور تراب کے سائیڈ سے نکل کر آگے بڑھ گئی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔۔آپ معاملے کی تہہ تک جائے۔۔۔پر آپ اکیلی اس مسئلے کو حل کیسے کریں گی؟تراب کی آواز پر وہ رکی۔۔۔پھر سر جھٹکتی چلنے لگی۔

چلے مان لیا کہ آپ کیس کھلوانے میں کامیاب ہو گئی۔۔۔پر اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ اس بار کیس کو ایکسیڈینٹ کا نام نہیں دیا جائے گا۔۔

آپ کا دوبارہ آنے کا مقصد بیکار ہے۔۔۔یہ کیس اب دوبارہ تو بلکل بھی نہیں کھولا جائے گا۔۔۔تراب آگے چلتا محراب تک پہنچا۔۔۔جو آرام سے کھڑی اسے سن رہی تھی۔۔

تو پھر میں گورنمنٹ میں اپیل کروں گی اس کیس کے لیے۔محراب نے گھبرا کر کہا۔۔

چلیں۔۔۔ٹھیک۔۔آپکی درخواست گورنمنٹ تک چلی بھی گئی۔۔۔پھر آپ

ثبوت کہاں سے لائیں گی کہ یہ مرڈر کیس ہے؟تراب نے سوالیہ نظر محراب کے چہرے پر ٹکائی۔۔۔جو اضطرابی کا شکار تھی۔۔

میں کچھ نہ کچھ کرلوں گی۔۔بس اب بات ختم۔۔۔محراب نے جھنجھلا کر اپنی جان چھڑائی۔۔۔

اوکے بات ختم۔۔۔پر اگر کوئی بھی پرابلم ہو تو مجھے کال کرلینا۔۔۔نمبر تو آپکے پاس ہے نا میرا؟تراب نے بھی بات ختم کی تو محراب اسے ایک نظر ڈال کر آگے بڑھ گئی۔۔تراب پھر ساتھ ہولیا۔۔

دادی بہت یاد کررہی ہیں آپکو مس محراب۔کیا آپ آُج ہمارے گھر لنچ کریں گی؟تراب نے اصل بات کی تو محراب نے اسے دیکھا جو بڑی امید سے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

میں لنچ نہیں کرتی۔۔محراب نے جان چھڑانی چاہی۔۔۔وہ آگے بڑھی سر جھکائے۔

تو پھر شام کے اسنیکس میرے گھر پر؟؟تراب نے دوبارہ کہا۔

میں شام میں بھی کچھ نہیں کھاتی۔۔محراب بولتی آگے بڑھی دوبارہ۔۔۔ (بہت ڈھیٹ انسان ہے۔۔۔)

تو پھر ڈنر۔۔ڈنر تو آپ کرتی ہی ہوں گی۔اب بغیر کھائے بھوکے پیٹ تو سوتی نہیں ہوں گی۔۔تراب نے محراب کے ساتھ چلتے مسکراہٹ دبائے کہا۔

اف یہ شخص کیوں میرے پیچھے پڑا ہے؟محراب نے کوفت سے سوچا۔۔

وہ اصل میں۔۔میں آنٹی جان کی طرف۔۔محراب کی بات پوری ہونے سے پہلے تراب کا فون بج اٹھا تو تراب نے معزرت کی اور کال پک کرلی۔۔۔محراب عجیب کیفیت میں کھڑی رہی کہ جاؤں کیا نہ جاؤں پھر سر جھٹکتی آگے بڑھ گئی۔۔۔تراب ارے کرتا اس کی جانب دوڑا۔

دادی آپ سے بات کرنا چاہ رہی ہیں۔۔یہ لیں۔۔۔بات کریں۔۔تراب نے موبائل دیا تو چارو ناچار محراب نے موبائل ہاتھ میں لیا اور کان سے لگایا۔۔۔

دوسری طرف تو دادی کی باتیں شروع ہوگئ اور وہ دوبارہ نہ ملنے پر شکایت کرنے لگی۔۔۔محراب مسکراتی وضاحت دینے لگی۔۔۔

اچھا ٹھیک۔۔۔انٹی میں کسی دن آجاؤں گی۔۔محراب نے دادی کی گھر پر کھانے کی دعوت کو قبول کرتے کہا۔۔۔

آجاؤں گی۔۔۔نہیں۔۔۔یہ بولو کہ آرہی ہوں۔۔۔ابھی۔۔۔کیونکہ لنچ کا وقت ہوگیا ہے۔۔محراب نے سنا تو کلائی پہ بندھی گھڑی پر نظر ڈالی۔

پر ابھی۔۔۔محراب نے مدد طلب نظروں سے سامنے کھڑے تراب کو دیکھا پر تراب نے ناں میں سر ہلایا۔۔

بس ابھی آجاؤ۔۔۔ہمارے گھر۔۔۔ورنہ میں ناراض ہوجاؤں گی۔۔دادی نے رعب انداز سے دھمکی دی تو محراب نے مجبورا ہاں کہنا پڑا۔۔۔کال کاٹ کر بیچارگی سے موبائل تراب کو پکڑایا۔۔۔

چلیے پھر آجائیں۔۔اور تراب تو تیار کھڑا تھا اسے اپنے ساتھ لے جانے کیلئے۔۔تراب نے اپنی گاڑی کی طرف اشارہ کیا اور آگے چل دیا۔۔

محراب نے حیرانگی سے اس کی پیٹھ کو دیکھا۔۔(کھانے پر پہلے سے ہی لے جانے کا پلان تھا اس شخص کا۔۔اس لیے تو اتنی لمبی تمہید باندھی۔۔ حد ہے۔۔)

محراب بھی ساتھ ہولی۔۔۔اب کی بار محراب نے پیچھے بیٹھنے کی غلطی ہرگز نہیں کی۔۔۔اسے اندازہ ہوگیا تھا تراب کے مزاج کا کہ وہ ایک شریف اور اچھا انسان ہے۔۔۔جو ہر انسان کو عزت دیتا ہے۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

گاڑی میں دونوں بیٹھ گئے۔۔تراب نے گاڑی اسٹارٹ کر کے اسکو ریورس کیا۔۔۔

چلیں آپ بھلے لنچ نہیں کرتی ہیں۔۔۔پر ہماری لنچ کی دعوت قبول کی اسکا شکریہ۔۔تراب نےاسٹیئرنگ وہیل کو گھماتے کہا اور مسکراہٹ دبائی۔ محراب نے چونکتے اسکا چہرہ دیکھا۔۔(یہ انسان کبھی اپنا امیج میری نظر میں اچھا رہنے ہی نہیں دے گا)وہ اپنا مزاج ٹھنڈا رکھتی گاڑی سے باہر پیچھے رہ جانے والے پولیس اسٹیشن کو دیکھنے لگی تو اس کی نظر اس پولیس اسٹیشن سے باہر آتے بزرگ پر ٹک گئی۔۔۔جو اسے پہلے بینچ پر بیٹھا ملا تھا۔۔اس نے دلچسپی سے تھوڑا آگے ہو کر ایک نظر ڈالی۔۔

وہ بزرگ جھکے کندھوں سے آنکھوں میں بے شمار آنسو لیے اپنے آپ کو گھسیٹتا چلا آرہا تھا۔۔اس کے انداز میں ناکامی تھی۔۔۔بیچارگی تھی۔۔

محراب کو اسے دیکھتے ہی اندازہ ہوگیا کہ اس بار بھی وہ شخص ہار گیا۔اس نظام کے آگے جو اس کی پوتی کو انصاف دلا نہ سکی۔۔۔کیا ہم جیسے عام سفید پوش لوگوں کو کبھی انصاف نہیں مل سکے گا؟اس سوال نے محراب کی روح کو جکڑ لیا۔۔۔

آج پانچواں دن ہے اور میں آج آزاد ہوگئی ہوں۔۔اس بیڈ سے آخر کار اس کمرے سے مجھے رہائی مل ہی گئی۔۔جس کی دیواروں کو دیکھ دیکھ کر میں بور ہوگئی ہوں۔۔ویسے تو گھر میں مجھ سے صرف چاچو ہی بات کرتے تھے اور کوئی نہیں لیکن میشا چاچی اور فرحان بھائی کی موجودگی سے گھر بھرا بھرا رہتا تھے۔۔پر جب سے مجھے چوٹ لگی ہے تو۔۔سوائے چاچو کے کوئی بھی میرے کمرے میں مجھے دیکھنے تک نہ آیا۔۔۔میں چلو گھر پر نہ بھی ہوں۔۔۔لیکن کالج جانے اور باہر شاپنگ وغیرہ سے میں بلکل بور نہیں ہوتی تھی۔۔لیکن اب ایک ہی کمرے میں پانچ دن سے اکیلے رہنے کے باعث خاصی چڑچڑی ہوگئی ہوں۔۔۔خیر۔۔۔اب میرے پاؤں ٹھیک ہوگئے ہیں۔۔۔مجھے خوشی ہے اس بات پر۔۔پر۔۔چاچو کے چپ رہنے پر میں تھوڑا الجھ سی گئی ہوں۔۔۔شاید وہ خود سے مجھے دور کرنے پر خوف زدہ ہے۔۔کیونکہ میں کبھی ان کے بنا جو رہی نہیں اور نہ ہی وہ میرے بنا کہیں گئےہیں۔۔۔

مجھے اس بات کا بخوبی اندازہ ہے کہ وہ بچپن سے ہی میری حفاظت کرتے آئے ہے۔۔۔اور ہر موقع پر میرا بھرپور ساتھ بھی دیا ہے۔۔۔اس لیے ان کے دل میں ڈر ہے کہ میں کہی کھو نہ جاؤ۔میرے یوں اچانک

جانے پر وہ پریشانی میں مبتلا ہے لیکن مجھے اپنی پریشانی ہر گز بتائیں گے بھی نہیں۔۔اندر ہی اندر دل میں گھُلتے رہیں گے پر کچھ بھی نہیں بتائیں گے۔۔۔اس بات کا مجھے اندازہ ہے۔لیکن میں نے اب ایک فیصلہ کرلیا ہے کہ۔۔۔میں کہیں نہیں جاؤں گی۔۔۔مجھے نہیں بننا فیشن ڈیزائینر۔۔ میں اپنے خوابوں کو چھوڑ دوں گی۔۔پر چاچو سے دور جانے کی مجھ میں ہمت نہیں ہے۔۔ہاں۔۔خواب ٹوٹنے سے دل دکھ رہا ہے پر چلتا ہے۔۔ اپنوں کیلیئے سب چلتا ہے۔۔

شانزے نے ڈائری بند کی اور اسے دراز میں رکھ دیا۔۔وہ اب رضا سے بات کرنا چاہتی تھی کہ اسے نہیں جانا لندن کہ اب رضا بلکل بھی مایوس نہ ہو۔۔

شانزے کرسی گھسیٹتی اٹھ کھڑی ہوئی۔۔پاؤں میں نرم سی سفید سلیپر پہنی اور ڈوپٹہ گلے میں ڈالے باہر چل دی۔۔

اسے فرحان نظر آیا۔۔۔راہداری کے بیچ کھڑا سر کوجھکائے موبائل میں مصروف تھا۔۔شانزے نے ایک نظر اسے دیکھا۔۔جو پیٹھ موڑے کھڑا تھا۔۔۔اسے اپنے پاؤں کی چوٹ یاد آئی۔۔پر وہ سر جھٹکتی خاموشی سے اس کے برابر سے ہوکر جانے لگی۔فرحان چونکا اور آگے بڑھ کر اس

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کے راستے میں حائل ہوا۔۔شانزے نے سوالیہ انداز سے اسے دیکھا۔۔

تو پھر۔۔۔کیسے ہیں تمہارے پاؤں؟ویسے میں تو صرف چیک کررہا تھا کہ تم ٹرے کو بیلینس کر پاؤگی پر تم تو بلکل ہی پھوہڑ نکلی۔۔۔ایک ٹرے کو بیلینس نہ کرسکی۔۔۔فرحان نے افسوس سے اسکے دونوں پاؤں پر نگاہ ڈالی جو کافی حد تک ٹھیک ہوگئے تھے۔۔

شرم کریں۔۔فرحان بھائی۔۔آپ نے مجھے تکلیف دیتے چاچو کو بھی پریشان کیا۔۔۔اپنے ابو کو۔۔۔وہ پوری رات میرے سرہانے بیٹھے رہے کہ اگر مجھے کسی چیز کی ضرورت پڑ جائے تو وہ میری مدد کرسکے۔۔۔پوری رات بنا سوئے۔۔۔وہ صبح سویرے ہی ضروری میٹنگ کے چکر میں آفس نکل گئے۔۔آپ کو کیا اپنے سگے ابو پر بھی ترس نہیں آتا؟شانزے نے شرم دلانی چاہی۔۔

تو تم بچی تھوڑی نہ ہو۔۔جو پاپا تمہاری اتنی کیئر کرتے ہیں کہ مجھے اور ماما کو ہمیشہ بھول جاتے ہے۔انہیں اپنے آس پاس کی خبر ہی نہیں ہوتی۔ پتہ ہے کیوں کیونکہ وہ صرف تم سے پیار کرتے ہے۔ہم سے نہیں۔۔ فرحان نے چڑکر کر شانزے سے کہا۔۔۔شانزے تلخ انداز سے مسکائی۔۔

یہ آپکا نظریہ ہے۔۔ورنہ تو چاچو سب سے زیادہ آپ سے پیار کرتے ہے پر کیا ہے نہ آپ صرف انکے لفظوں پر غور کرتے ہے۔۔۔آپ نے کبھی ان کی آنکھوں میں نہیں دیکھا۔کبھی دیکھنا تو پتہ چلے کہ وہ کتنا پیار کرتے ہے آپ سے۔۔شانزے نے کہا اور آگے بڑھ گئی۔۔فرحان کے چہرے کا رنگ یک دم پھیکا پڑا۔۔وہ غصے اور حیرانگی سے شانزے کو جاتا دیکھنے لگا۔شانزے نیچے آئی اور ایک کمرے کے دروازے کو نوک کیا۔۔ اندر سے اجازت ملنے پر دروازے کا ناب گھمائے اندر داخل ہوئی تو سامنے رضا کو دیکھا۔جو آفس سے تھکا ہارا بیڈ کے کنارے پر ٹکے اپنے جوتوں کو اتارنے میں مصروف تھا۔شانزے کے اندر آنے پر رضا مسکرایا۔

اوہ گڑیا۔۔بیٹا آؤ۔۔۔ٹھیک ہوگئے نا تمہارے پاؤں۔۔ماشاءاللہ۔۔۔رضا نے دونوں پاؤں کو جھک کر معائنہ کیا۔۔شانزے سرہلاتی رضا کے برابر میں بیٹھ گئی۔۔رضا ایک منٹ کہتا اٹھا اور الماری میں سے کچھ کاغذات نکال کر شانزے کی طرف بڑھائے۔۔شانزے نے نا سمجھی سے کاغذات کو لیا اور اسے دیکھنے لگی۔۔تو وہ حیران رہ گئی اور سر اٹھائے رضا کو دیکھا جو دونوں بازو فولڈ کیے شانزے کے چہرے پر آئے ایکسپریشن کو مخوبی نوٹ کرتے مسکرا رہے تھے۔۔

یہ تو لندن ایڈمیشن فارم ہے۔فیشن ڈیزائنگ کورس کا۔۔یہ آپ کیوں؟؟ شانزے نے حیرانگی سے کہا۔۔رضا بازو کھولتا برابر میں آبیٹھا۔۔مسکراتے ہوئے۔۔

کیونکہ میری گڑیا۔۔لندن جارہی ہے۔۔اپنے خواب کو پورا کرنے۔۔رضا نے کہا۔۔وہ ا لجھی۔۔

نہیں۔۔میں کہیں نہیں جاؤں گی۔۔۔آپ کو چھوڑ کر۔شانزے نے ضدی بچے کی طرح سر کو دائیں بائیں ہلائے منہ بنایا۔۔

تو گڑیا۔۔۔اپنا خواب پورا نہیں کرے گی؟رضا کچھ سوچتے مسکرا کر کہا۔۔

ہاں۔۔۔آپ کے بنا۔۔۔کچھ نہیں۔۔۔شانزے نے سر نہ میں ہلایا۔۔

پر۔۔صرف ایک دو سال کی ہی تو بات ہے۔۔رضا نے شانزے کی نقل کی۔۔۔شانزے اداسی سے ہنس دی۔۔رضا نے مسکرائے اسکے کھلے بال بگاڑے۔۔پھر وہ ہنستی ہنستی خاموش ہوگئی۔۔

گڑیا۔۔۔رضا کی نرم آواز پر اس نے گردن موڑ کر برابر میں بیٹھے رضا کو دیکھا تو آنکھوں کو نم پایا۔۔وہ بوکھلا گئی۔۔

میں نہیں چاہتا کہ۔۔تمہارا کوئی خواب ادھورا رہ جائے۔۔۔میں ڈرتا ہوں

اپنے رب کے بعد تمہارے والدین سے جو روز محشر مجھ سے یہ سوال نہ کردے کہ۔۔میں نے تمہارے حقوق پورے کیوں نہیں کیے؟تمہیں ایک اچھی فیملی کیوں نہیں دی؟تمہارے ساتھ ناروا سلوک کیوں رکھا؟میں کانپ جاتا ہوں۔۔۔یہ باتیں سوچ کر۔۔۔رضا نے آنکھوں میں آنسو لائے ضبط سے اپنے ہاتھوں کو مسلا۔۔شانزے سر کو جھکائے خاموش آنسو بہا رہی تھی۔۔

مجھے تمہارا آنے والے کل کو سیکیور کرنا ہے۔۔۔کہ آ گر میں مرجاؤں تو تمہیں کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔تمہارا کیریئر بنانا ضروری ہے تو بس اور تمہارے خوابوں کو بھی تو پورا کرنا ہے۔اس لیے تم جارہی ہو۔۔آنسوؤں کو پونچھا۔۔

چاہے کچھ بھی ہوجائے۔۔۔مجھے اپنے سے زیادہ اپنی بھتیجی اور اپنی گڑیا عزیز ہے۔۔۔رضا نے اسے دیکھا جو سر کو اٹھائے اس عظیم شخص کو دیکھ رہی تھی۔۔

آپ میرے بغیر رہ لیں گے؟شانزے نے نم آنکھوں سے اسے دیکھا۔وہ مسکرائے اور اسکا گال تھپتھپایا۔۔

میں اپنی گڑیا کی ہر خوشی میں خوش ہوں اور ہم ہر روز فون پر بات کریں گے نا۔۔تو بس۔۔رضا نے بہلاتے کہا۔وہ اپنے جان سے عزیز چاچو کو دیکھتی رہ گئی۔۔اسکو کو اپنی زندگی پر رشک آیا۔۔کیا کوئی اتنا مہربان اور پیارا ہوسکتا ہے۔۔۔؟

اسے دنیا کی ہر شے مل گئی تھی۔۔۔ایک ہی شخص میں۔۔۔

پندرہ منٹ کی دوری پر گاڑی ایک خوبصورت گھر کے آگے رک گئی۔۔ محراب نے علاقے کا بغور جائزہ لیا۔۔تو گلی میں ہر گھر کو خوبصورت اور ہر ایک سے جدا پایا۔۔تراب نے چابی سے آگے بڑھ کر گھر کا مین گیٹ کھولا اور اسے اندر آنے کا کہا۔۔تو محراب چپ چاپ اندر آگئی۔۔گھر کے وسط میں چھوٹا سا لان تھا۔۔جس کے بیچ میں پتھریلی روش پر چل کر محراب گھر کے اندر داخل ہوئی۔۔۔تو مدحت آرا کو اپنا منتظر پایا۔۔۔جو لاؤنج میں ڈائننگ ٹیبل پر کھانے کا سامان رکھ رہی تھی۔۔جبکہ ساتھ ساتھ کچن میں موجود ملازمہ کو ہدایت بھی دے رہی تھی۔۔۔محراب اپنی اس قدر خاطر تواضع پر تھوڑی شرمندہ ہوگئی۔۔۔مدحت آراء نے اسے دیکھا تو آگے بڑھ کر اسکے گلے لگ گئی۔۔۔

السلام و علیکم محراب بچے۔۔۔خوش آمدید۔۔دادی نے خوشی سے کہا۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔آنٹی۔۔۔محراب نے سر اٹھائے مسکرا کر کہا۔دادی نے خفگی سے اسے دیکھا۔۔تراب کھڑا دیکھ رہا تھا۔۔

آنٹی نہیں۔۔دادی بولو۔۔مجھے اچھا لگے گا۔۔۔اور میں تراب کے ساتھ ساتھ تمہاری بھی دادی ہوں۔۔تو مجھے اب دادی ہی بولنا۔۔۔دادی نے ٹوکا تو محراب جھینپ گئی۔۔

جی دادی۔۔۔آپ ہماری دادی ہی ہے۔کوئی آپکو۔۔۔اس رتبے سے نہیں ہٹا رہا۔اب کھانا کھائیں۔۔بھئی مجھے تو بہت بھوک لگ رہی ہے۔۔۔تراب نے ہنس کر کہا۔۔تو دادی اور محراب دونوں ہنس دیئے۔۔

تھوڑی ہی دیر میں ٹیبل پر ڈھیروں لوازمات موجود تھے۔۔۔دادی محراب کی برابر والی کرسی پر بیٹھ گئی۔۔جبکہ تراب سامنے والی کرسی پر بیٹھا۔۔ دادی کے فلُ اہتمام کو ہنس کر سراہ رہا تھا(واہ دادی نے تو بہت کچھ بنا دیا۔۔۔)

اب منظر کچھ یوں تھا کہ دادی زبردستی کچھ نہ کچھ محراب کو کھلا رہی تھی۔۔۔اور وہ بے بس سی ہوکر مجبورا کھارہی تھی۔۔جبکہ تراب کھانے

سے بھرپور لطف اندوز ہورہا تھا۔۔

بس۔۔۔آنٹی۔۔۔میرا مطلب دادی۔۔میرا پیٹ اتنا ظلم سہن نہیں کرپائے گا۔۔۔محراب نے بے بسی سے کہا۔۔

اچھا۔۔بس یہ فروٹ ٹرائفل ٹیسٹ کرلو۔۔۔میرا بچہ۔۔۔یہ نا میں نے خود بنایا ہے۔۔۔دادی نے پیار سے پچکارتے فروٹ ٹرائفل نکال کر دیا۔۔

محراب نے بمشکل دو چمچ لیے۔۔اسے ٹرائفل پسند آیا تھا۔۔۔پر اس کا بیٹ کو اُوورلوڈ کرنے کا قطعی ارادہ نہیں تھا۔۔تو اسے نے ٹشو سے ہاتھ صاف کیا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بہت اچھا بنایا ہے آپ نے۔۔۔اچھا دادی میں چلتی ہوں۔۔۔۔کافی وقت ہوگیا ہے۔۔۔اموجان میرا انتظار کررہی ہوں گی۔۔ محراب کرسی کھسکا کر اٹھ کھڑی ہوئی۔۔اور معذرتی انداز اپنایا۔

ارے شام تک چلی جانا۔۔دادی نے کہا۔۔تراب پانی پیتے رکا اور دونوں کو دیکھنے لگا۔۔

محراب کا موبائل بجا تو اس نے کال اٹینڈ کی۔۔۔ محراب کی طرف دونوں متوجہ ہوئے۔۔۔

وعلیکم السلام۔۔۔آنی جان اور آیت دونوں کیسے ہیں؟محراب نے مسکرا کر کہا۔۔۔تو ان دونوں کو اندازہ ہوگیا کہ کس کی کال آئی ہے۔۔۔۔

نہیں۔۔۔گھر پر تو نہیں ہوں۔۔۔مسٹر تراب کے گھر پر ہوں۔۔وہ دادی نے مجھے لنچ پر انوائٹ کیا تھا تو۔۔۔محراب نے وضاحت دی۔۔۔تو تراب کے ماتھے پر بل نمایاں ہوئے۔۔۔(مس محراب اگر ہمارے گھر میں ہے تو اس سے حیدر کو کیا مسئلہ ہے۔۔۔۔)تراب نے سوچا۔۔۔

ہاں ابھی میں نکل ہی رہی ہوں۔۔نہیں۔۔۔میں خود آجاؤں گی۔۔۔تم اتنا تکلف مت کرو حیدر۔۔محراب نے نرمی سے منع کیا۔تراب ٹشو سے ہاتھ صاف کرتا اٹھ کھڑا ہوا اور اسے سمجھ آگیا کہ حیدر محراب کو پک کرنے کی آفر کررہا ہے۔۔۔جسے محراب رد کررہی ہے۔۔۔

مس محراب میں آپکو ڈراپ کردیتا ہوں۔۔آپ حیدر کو منع کردے۔۔ تراب نے بھی گھر چھوڑنے کی پیشکش کی۔۔۔محراب عجیب سی سچویشن میں پھنس گئی۔۔پر اگلی طرف حیدر بضد تھا تو محراب نے اسے گھر کا ایڈریس دیا اور کال کاٹ دی۔۔۔

مسٹر تراب۔۔۔اصل میں آنی جان نے حیدر کو بھیجا تھا مجھے گھر سے

لینے کیلئے۔۔۔کیونکہ آیت کو دیکھنے کچھ لوگ آئے ہیں۔۔۔تو میں چلی جاؤں گی حیدر کے ساتھ۔۔۔اور ویسے بھی آپ لوگوں نے بہت کچھ کردیا۔۔۔محراب نے تراب سے معذرت کی تو تراب نے سرہلادیا۔۔۔

اچھا ابھی تو اس بچے کو آنے میں کچھ وقت لگے گا۔۔جب تک تم سکون سے بیٹھ جاؤ۔۔دادی نے کہا تو وہ ڈرائینگ روم کے ایک صوفے پر بیٹھ گئی۔۔تراب کمرے میں چلا گیا۔۔جبکہ دادی محراب کے برابر میں صوفے پر بیٹھ گئی۔۔

بیٹا میں نے سنا ہے کہ آپ دونوں بچیوں کا کیس دوبارہ کھلوانا چاہتی ہے؟دادی نے بات شروع کی محراب نے سر اٹھائے دادی کو دیکھا۔۔۔

دیکھو بیٹا۔۔۔ہم اس بات کو بلکل برا نہیں کہہ رہے ہیں کہ۔۔تم کیس دوبارہ کھلوا رہی ہو۔۔۔بلکہ ہم تو بس تمہارے لیے فکرمند ہے کہ تم ایک لڑکی ہو۔۔۔جو اکیلی پولیس اسٹیشن کے دھکے کھاؤ گی۔۔۔ہر برے اور اچھے انسان سے تمہارا سامنا ہوگا۔آگے کوئی بہت بڑا مسئلہ نہ ہوجائے تمہارے ساتھ۔۔مدحت آراء نے محراب کے دونوں ہاتھ نرمی سے پکڑے۔

بیٹا اگر تم نے اس مسئلے کو لمبا کھینچا نا۔۔۔تو یہ تمہاری پوری زندگی پر چھا جائے گا۔۔۔تم صرف اپنا وقت برباد کروگی اور کچھ نہیں۔۔اور ویسے بھی کوئی شخص اگر ان دونوں کو مارسکتا ہے تو وہ تمہاری زندگی بھی اجیرن کردیگا۔۔۔اگر تمہاری نہیں تو تمہارے آس پاس کے لوگوں کی۔۔ وہ تسلی سے سمجھانے لگی۔۔

تو کیا ان دونوں کو کبھی انصاف نہیں ملے گا۔۔۔اس سے تو ظالم لوگ اور طاقتور ہوجائیں گے کیونکہ وہ پکڑے نہیں جائیں گے۔۔۔تو مطلب کہ مظلوم انسان ہمیشہ پستا رہے گا۔۔۔ظالم کے ہاتھوں۔۔؟ محراب نے بیچارگی سے کہا۔۔

بیٹا اللہ انصاف کرنے والا ہے۔۔۔وہ فرش اور عرش۔۔دونوں میں انسان کی اچھائی اور برائی کا صلہ دیتا ہے۔۔۔وہ اپنے بندوں کے ساتھ کبھی نا انصافی نہیں کرتا۔۔۔تم بس یہ سب کچھ اللہ پر چھوڑ دو۔۔وہ دنیاوآخرت میں ضرور اس مجرم کوسزا دے گا۔۔۔بس اللہ پر یقین رکھو۔۔۔اور کبھی مایوس مت ہونا۔۔۔دادی نے محراب کا ہاتھ تھپکا۔۔۔محراب کافی عرصے بعد آج اپنے آپ کو پرسکون محسوس کررہی تھی۔دادی کی باتیں سچی اور اچھی تھی۔۔۔

اچانک بیل بجی تو دونوں چونکی اور اٹھ کھڑی ہوئی۔۔۔تراب دروازہ کھولنے کمرے سے باہر چلا گیا۔۔۔محراب دادی کے ہمراہ باہر کی جانب چل دی۔۔۔جہاں مین گیٹ پر حیدر منتظر کھڑا تھا۔۔۔

اچھا۔۔دادی میں چلتی ہوں۔۔۔۔محراب نے مسکراکر کہا تو دادی نے اسکے سر پر ہاتھ پھیرا۔۔حیدر دادی لفظ پر چونکا۔۔۔(یعنی اتنی بے تکلفی ہوگئ ہے۔۔۔)

آپ آجایا کرے آرفینیچ۔۔میں۔۔میں زیادہ تر وہی پہ ہوتی ہوں۔۔۔۔ محراب نے کہا۔۔

ہاں آجاؤں گی۔۔۔گھر میں ویسے بھی بور ہوجاتی ہوں۔۔۔۔اکیلے ادھر اُدھر بیٹھے اور چکر کاٹے۔۔۔گھر سنسان پڑا رہتا ہے۔۔۔میں شادی کا بولتی ہوں تراب کو تو یہ صاحب جی مکر جاتے ہیں۔۔۔کہ ابھی نہیں کرنی۔۔۔لو بھلا پھر کب کرنی ہے۔۔۔میں تو اس سے بحث کرتے کرتے تھک گئ ہوں۔۔۔دادی نے کمال اداکاری سے آہ بھری تو تراب نے سر جھٹکا۔(اللہ دادی بھی حد کرتی ہے۔۔۔۔)

(اور یہ باتیں۔۔۔محر کو کیوں بتارہی ہیں۔۔۔؟ضرور دال میں کچھ کالا

ہے۔۔۔)حیدر اچنبھے سے تراب اور مدھت آراء کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

دادی آنے والی ہوگی تو وہ صحیح وقت پر آجائے گی۔۔۔بھئی آپ نے ہی تو کہا ہے کہ کبھی مایوس مت ہونا۔۔۔اور رہی بات مسٹر تراب کی تو انہیں کوئی پسند آہی جائے گی۔۔۔محراب نے کہا۔۔۔حیدر محراب کے چہرے کو دیکھنے لگا۔۔(اب چلو بھی محر۔۔)دل میں اسے مخاطب کیا اکتا کر۔

اور کہتے ہیں نا کہ۔۔۔جتنی باتیں پاکستانی گھر کے اندر نہیں کرتے۔۔اس سے کئی زیادہ تو گیٹ پر کھڑے مہمان کو رخصت کرتے وقت کر لیتے ہیں۔۔

حیدر جو کب سے بمشکل کھڑا سن رہا تھا۔۔وہ دانت پیستا بول پڑا۔

محر۔۔۔میرا خیال ہے۔۔۔تمہارا ارادہ یہاں رکنے کا ہے۔۔۔۔تراب نے حیدر کے انداز کو بغور دیکھا۔۔۔جبکہ دادی اور محراب کو ہوش آیا۔۔جو وہ باتوں میں لگی ہوئی تھی۔۔

ہاں۔۔ہاں یہی رک جاؤ۔۔بعد میں چلی جانا۔۔۔۔دادی نے فورا کہا۔۔۔

نہیں دادی مجھے جاکر آنی جان کی مدد کرنی ہے۔۔۔بعد میں پھر ملاقات

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ہو گی۔۔۔اللہ حافظ۔۔۔محراب حیدر کی بات پر جھینپ گئی اور پھر جلدی سے بات ختم کی۔۔۔تو حیدر کی جان میں جان آئی۔۔۔(اف یہ خواتین کی باتیں۔۔۔اللہ تیرا شکر ہے۔)

یہ منظر ایک خوبصورت کمرے کا ہے۔۔جہاں ابھی تک نائٹ بلب جلے ہوئے ہیں۔۔۔جو کہ بیڈ کے دونوں سائٹ ٹیبل پر رکھے ہیں۔۔۔۔۔بیڈ کے بائیں طرف دو صوفے رکھے ہیں جن کے بیچ میں چھوٹی ٹیبل موجود ہے۔۔۔اور دائیں طرف اسٹڈی روم کا دروازہ ہے۔جس کے برابر میں واش روم کا دروازہ بھی ہے۔۔۔جبکہ ڈریسنگ ٹیبل بیڈ کے بلکل سامنے رکھی ہے۔۔

بائیں طرف رکھے صوفوں کے پیچھے دیوار گیر شیشے کا دروازہ ہے جو کہ ٹیرس میں کھلتا ہے۔۔۔۔اس شیشے کے دروازے پر خوبصورت جدید طرز کے پردے لٹکے ہیں۔۔۔جو ابھی صبح کا پتہ نہیں دے رہے ہیں۔۔لیکن تھوڑی روشنی پردوں کے اوٹ سے نکلتی بیڈ پر بائیں جانب لیٹے شخص کی آنکھوں پر بری طرح چبھی۔۔۔تو وہ شخص صبح کی آمد کی خبر سے اٹھ بیٹھا۔۔

مہرین تم آج اٹھی نہیں۔آفندی صاحب نے حیرت سے دوسری طرف سوتی اپنی بیگم کو دیکھ کر کہا۔پھر گردن دائیں طرف موڑ کر گھڑی کو دیکھا تو چونکے اُٹھے کیونکہ گھڑی میں دس بج رہے تھے جب کہ مہرین بیگم تو آٹھ بجے ہی آٹھ جاتی تھی۔

مہرین اُٹھو۔۔۔آج کیوں نہیں جاگی تم اور مجھے بھی نہیں جگایا۔آفندی صاحب نے مہرین کے کندھے کو جھنجھوڑا تو وہ کسلمندی سے اُٹھی پر جب گھڑی پہ نگاہ گئی تو وہ بھی چونکی اور آنکھیں پوری کھل گئی۔ہیں۔۔۔

آج الارم نہیں بجا۔مہرین نے الارم کلوک کو دیکھا تو وہ بند پڑی تھی تو اُنہیں حیرت ہوئی۔

میں نے تو الارم لگایا تھا یہ اچانک کیسے بند ہو گئی۔آفندی صاحب نے بیزاریت سے اپنی بیگم کو دیکھا اور بھاری ہوتے سر سے بمشکل اٹھ کر فریش ہونے واش روم چلے گئے اور مہرین بیگم نے بھی بستر چھوڑا اور بیڈ کی چادر درست کرنے لگی۔دماغ ابھی بھی الارم کلاک پر اٹکا تھا(سیل ایکسپائر بھی نہیں ہوئے تو پھر کیوں نہیں بجی۔۔۔)

چھوڑو مشین ہے خراب ہوگئی ہوگی خیر۔۔۔

مہرین نے سر جھٹکا۔پھر ٹیرس پہ کُھلتے دیوار گیر شیشے کے دروازوں پر پڑے خوبصورت پردوں کو دائیں بائیں کی جانب دونوں ہاتھوں سے دھکیلا تو سامنے کا منظر دیکھ کر چیخ اُٹھی۔خوف کے مارے دونوں ہاتھ کُھلے منہ پر رکھ دیئے۔

کیا ہوا مہرین ایسے کیوں چیخی؟آفندی صاحب جو ابھی منہ دھو رہے تھے وہ دوڑے چلے آئے اور غصے سے بولے پر جب نگاہ شیشوں پر پڑی تو وہ بھی گھبرا گئے۔

دیوار گیر شیشوں کے بیچ وبیچ لال رنگ سے حرفوں میں کچھ لکھا تھا جو کہ ٹپک ٹپک کر زمین گندی کرچکا تھا جبکہ رنگ سوکھا ہوا تھا جس سے معلوم پڑ رہا تھا کہ یہ کارنامہ رات کے وقت انجام پایا ہے۔

ہمیشہ اپنے دوشمنوں کو یاد رکھو کہ وہ کبھی بھی تم تک پہنچ سکتے ہیں۔۔

And its time to game over now

سرخ رنگ سے لکھے ان الفاظ کو پڑھ کر آفندی صاحب خوف کے مارے دو قدم پیچھے ہولئے۔

دوسرے کمرے میں آؤ تو ادھر۔۔اُم الوریٰ عرف سیم نرم گرم بستر پر اوندھے منہ لیٹی سورہی تھی۔۔کمرے کا ٹیمپریچر اے سی کی وجہ سے کافی ٹھنڈا تھا۔اس کمرے میں دوسرے کمرے کے برعکس کافی کچھ سامان ادھر اُدھر پھیلا ہوا تھا۔۔جو کہ سیم محترمہ نے خود کیا تھا۔۔

آج سیم طبیعت کی خرابی کی وجہ سے یونی نہ جاپائی تھی۔۔۔ابھی بھی وہ تپتے گرم جسم میں بستر میں دبکی ہوئی تھی۔اے سی کو بند کرنے کی زحمت نہیں کی تھی۔۔

اچانک کمرے میں موبائل بجنے کی آواز گونجی۔۔۔تو وہ نقاہت سے سر اٹھائے سائڈ ٹیبل کو دیکھنے لگی۔۔جہاں اسکا موبائل فُل والیوم سے چیخ رہا تھا۔۔سیم کو یہ آواز کافی ناگوار گزری جو کہ سرپر ہتھوڑے کی طرح برس رہی تھی۔۔اس نے ہاتھ بڑھاکر موبائل کو ہاتھ میں لیا تو وہ الارم بج رہا تھا۔۔

سیم نے غصے سے الارم بند کیا اور موبائل کو بیڈ پر اپنے برابر میں پٹخ کر سر دوبارہ کمبل میں چھپالیا۔۔پھر اچانک وہ کچھ سوچتے چونکی۔۔

میں نے تو الارم موبائل پر سیٹ ہی نہیں کیا تھا۔۔۔وہ تو میں نے الارم

کلوک میں کیا تھا۔۔پر یہ کیسے بجا۔۔؟ حیرانگی سے اس نے اپنی بائیں طرف رکھی الارم کلوک پر نگاہ ڈالی تو اسے بند پایا۔

سیم نے جھنجھلاکر موبائل بستر پر ہی دوبارہ پٹخا اور منہ دوبارہ کمبل میں گھسادیا۔

تھوڑی ہی دیر ہوئی کہ موبائل کی نوٹیفیکیشن ٹیون بجی تو سیم کا پاراہائی ہوا۔

کیا مصیبت ہے یاررر۔روتی صورت بنائے سر اٹھائے موبائل کو اٹھایا۔

میں تو رات کو نوٹیفیکیشن ٹیون بند کر دیتی ہوں۔۔سیم حیرانگی سے بیٹ کے بل لیٹی سوچنے لگی۔شاید کل بند نہیں کی ہوگی۔۔موبائل کو ویسے ہی دوبارہ پٹخنے لگی کہ اس کی نظر میسج نوٹیفیکیشن پر پڑی۔تو وہ فورا اٹھ بیٹھ گئی۔بیزار سی شکل بنائے میسج اوپن کیا۔۔

Check out your drawer....!

سیم نے پڑھا تو اسکی ادھ کھلی آنکھ پوری کھل گئی۔اسے دلچسپی ہوئی۔ (لیکن یہ کیا۔۔نمبر تو ان ناؤن ہے۔۔)

اُف اب یہ کیا نئی مصیبت ہے؟سیم نے دُکھتے سر کو پکڑے اکتا کر کہا

پھر جیسے وہ ٹھہر گئی۔۔۔

ایک منٹ کہیں یہ پھر سے سن تو نہیں۔۔۔جو مجھے میسج کررہا ہے۔۔۔وہ بھی عجیب سا۔۔۔سیم نے فورا گردن گھماکر کمرے کا جائزہ لیا پھر جلدی سے اٹھ کر بیلکنی کا دروازہ چیک کیا تو اسے اندر سے بند پایا۔۔

چلو چیک کرتے ہیں دراز کو۔۔۔سیم بڑبڑاتی فورا سائٹ ٹیبل کی دراز دیکھنے لگی تو اسےایک لفافہ ملا۔۔۔یہ تو میرا نہیں ہے۔۔۔۔سیم نے حیرانگی سے لفافے کو تھاما۔۔۔اور اسے کھول کر دیکھنے لگی۔۔۔تو اندر سے ایک عورت کی تصویر اسے ملی۔۔۔ستائیس اٹھائیس عمر کی یہ عورت کافی خوبصورت اور سادہ تھی۔۔۔

میری دراز میں یہ کس نے تصویر رکھ دی؟سیم نے لفافہ الٹا کرکے جھاڑا تو ایک کاغذ نیچے گرا۔۔۔جسے سیم نے فورا اٹھاکر کھولا۔۔۔

شانزے علی۔۔۔کسی زمانے کی مشہور فیشن ڈیزائیز۔۔۔اور ام الوریٰ کی ماں۔۔۔آخری لفظ پڑھ کر سیم سنُ ہوگئی۔۔لفظ تھے یا ہتھوڑے جو اسے اپنے سر پر برستے محسوس ہوئے۔۔اس کی نظر تصویر پر ہی ٹھہر گئی۔ سیم اپنی ماں میں خاصی مشابہت رکھتی ہے۔۔اسے اس بات کا آج اندازہ ہوا

تھا۔۔۔

موبائل بجا تو وہ چونکی۔۔اور اس نے موبائل کھولا تو میسج شو ہوا۔۔۔

تم ایک اُر فینیج سے لائی لڑکی ہو۔۔اگر یقین نہیں تو اپنے والد کی اسٹڈی ٹیبل میں تیسری دراز کے اندر چھپے خفیہ خانے میں اس متعلق کاغذات موجود ہے۔۔جو تمہاری تسلی کیلیئے کافی ہے۔۔۔میسج پڑھ کر سیم الجھ گئی۔ اسے مہرین بیگم کے طنز،ڈانٹ اور سرد رویہ یاد آیا۔۔۔تو وہ ایک یتیم لڑکی ہے۔۔۔اسکی کوئی فیملی نہیں۔۔

تو اسی وجہ سے بچپن سے ہی مجھ سے سرد رویہ کیوں رکھا جاتا تھا۔۔۔ سیم بدگمان ہوئی۔۔

پر یہ کون ہے۔۔؟ جو میرے بارے میں اتنا جانتا ہے۔۔؟ سیم سر کھجاتی پریشانی سے بولی۔۔

کمرے کا دروازہ زور دار انداز سے کھٹکھٹایا گیا تو وہ چونکی اور اس تصویر کے ساتھ پاس پڑی کتاب میں چھپا دیا۔۔جبکہ کاغذ کو مٹھی میں دبالیا۔۔۔

آجائیں۔۔۔سیم نے بلند آواز سے کہا۔تو ملازمہ بھاگتی ہوئی اندر آئی۔

چھوٹی بی بی وہ نا آپ کو بڑی بی بی بلارہی ہے اپنے کمرے میں۔۔آپ

جلدی سے جاؤ وہاں۔۔۔سیم نے سنا تو کوفت سے بستر چھوڑا اور بلقیس بوا کے ساتھ ہولی جبکہ جاتے جاتے کاغذ کو روم کے کونے میں رکھی ڈسٹ بین میں پھینک دیا۔۔

سیم نے کمرے کا دروازہ نوک کیا تو اندر سے آفندی نے اندر آنے کو کہا۔۔تو وہ بیزاریت سے اندر آگئی۔۔۔تو اندر کا ماحول تھوڑا گرم پایا۔۔۔سیم الرٹ ہوئی۔۔

السلام و علیکم۔۔۔کیا کوئی مسئلہ ہوگیا ہے؟۔۔جو آپ نے مجھے جلدی میں بلایا ہے۔سیم نے بجھے دل سے سلام کیا۔۔مہرین نے غصے سے ٹیرس کے پردے ہٹادیئے۔۔سیم نے دیکھا تو اسکا منہ کھل گیا۔۔حیرانگی سے۔

یہ کیا ہے۔۔۔۔؟یہ سب کیسے ہوا۔۔۔؟سیم نے حیرت سے کہا۔۔مہرین آگ بگولہ ہوئی۔۔

بیٹا کیا آپ نے کی ہے یہ شرارت؟آفندی نے سنجیدگی سے کہا۔۔دونوں صوفوں پر بیٹھے اس کے جواب کے منتظر تھے۔۔۔انہوں نے سیم کو کٹہرے میں کھڑا کردیا تھا۔۔۔

نہیں۔۔میں کیوں کروں گی۔۔آپ کو کیا ایسا لگتا ہے کہ۔۔میں نے ایسا کیا ہے؟سیم صدمے سے دونوں کو دیکھا۔(کیا یہ سیم کو نہیں جانتے جو ایسا کوئی کام تو کبھی بھی نہیں کرتی۔جس سے کوئی پریشان ہو جائے۔)

سیم کے دل میں ٹیس اٹھی۔۔

سیم صاف صاف بولو۔۔تم نے کیا ہے نا یہ سب۔۔۔؟ مہرین نے کٹیلے انداز سے کہا۔۔۔سیم نے بے اختیار لمبا سانس کھینچا۔۔۔دل کا درد بڑھتا جارہا تھا۔۔کہ سامنے موجود دونوں انسان اس کے ماں باپ نہیں ہے۔۔ وہ صرف ایک یتیم بچی ہے۔۔جس پر صرف احسان کیا جارہا ہے۔۔

میں آپکی بیٹی ہوں۔۔۔کوئی دشمن تو نہیں۔۔۔سیم نے بگڑتے کہا۔۔وہ دونوں چونکے۔۔زین بھی بھاگا چلا آیا۔۔۔سامنے دیوار گیر شیشے پر لکھے لفظوں کو پڑھ کر وہ حیران رہ گیا۔۔

یہ سب کیا ہے ماما۔۔۔؟ زین نے پریشانی سے پوچھا۔۔

بیٹا جس نے بھی کیا ہے وہ اندر کا ہی کوئی بندہ ہے۔۔۔۔غصے سے سیم کو گھورا۔۔کیونکہ یہ رنگ روم کے اندر سے پینٹ کیا گیا ہے۔۔۔نہ کہ باہر سے۔۔۔۔مہرین نے دوبارہ نظر سیم پر ڈالی۔۔۔سیم کا پارا ہائی ہوا۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsanay|Articles|Books|Poetry|Interviews

کیا مطلب یہ سب میں نے کیا ہے۔۔آپ یہی کہنا چاہتی ہے نا۔۔۔؟

سیم نے غصے سے کہا۔۔۔(یہاں کوئی اپنا نہیں ہے۔۔۔اسے بہت پہلے ہی اندازہ ہوجانا چاہیے تھا۔۔۔)

بیٹا ہمارے کہنے کا یہ مطلب نہیں ہے۔۔۔وہ تو بس ہم پوچھ رہے ہیں ۔۔۔کیونکہ ملازم بھی سرونٹ کوائٹر میں چلے جاتے ہیں۔۔۔گھر میں ہم چاروں کے سوا تو کوئی نہیں ہوتا۔۔۔آفندی نے پُرسوچ انداز سے کہا۔۔۔

زین چونکا۔۔

میرا خیال ہے ہمیں سی سی ٹی وی کیمرا سے کل کی فوٹیج چیک کرلینی چاہیے۔۔۔زین نے کہا۔

ہمم۔۔۔۔ٹھیک ہے۔۔۔آفندی نے سوچا۔۔۔مہرین کی چبھتی نگاہوں سے سیم کو گھورتی چائے میز سے اٹھاکر پینے لگی۔۔جبکہ سیم کو وہ تصویر اور اس کے متعلق سب باتیں سچ لگنے لگی۔۔۔(کیا سچ میں مجھے اپنی زندگی کے راز نہیں معلوم۔۔۔۔؟)

❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦❦

اب میں اپنا خواب پورا کرنے لندن جارہی ہوں۔ایک الگ دنیا میں جو

کہ میری دنیا سے تھوڑی الگ ہے۔شانزے کچھ سوچتی رکی پھر مسکرائی۔
مطلب کہ کافی الگ ہے۔۔۔میں تھوڑی نروس ہوں۔۔۔کیونکہ میں نئے
اور انجان لوگوں سے بات کرنے میں تھوڑا جھجکتی ہوں لیکن میں پُر
جوش ہوں۔۔۔کہ اب میں ایک الگ اور نئی دنیا کا تجربہ کروں گی۔۔

شانزے فرنٹ سیٹ پہ بیٹھی۔۔۔ڈائری پر سرجھکائے لکھ رہی تھی۔۔اس
نے سراٹھائے اپنے برابر میں ڈرائیونگ سیٹ پہ بیٹھے رضا کو دیکھا۔۔جن
کا دھیان گاڑی چلانے پر تھا۔شانزے کچھ سوچتی دوبارہ ڈائری پر جھکی۔۔

پر تھوڑی دکھی بھی ہوں کہ میں چاچو کو چھوڑ کر جارہی ہوں۔۔چاچی
اور فرحان بھائی تو مجھ سے ملنے ہی نہیں آئے۔۔۔شاید انہیں میرے
جانے یا نہ جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔لیکن میرے دل میں بس
ایک خلش سی رہ گئی۔۔۔کہ صرف ایک بار آکر مل ہی لیتے۔۔۔تو بہتر
ہوتا۔۔۔خیر۔۔۔ایک طرح سے یہ بھی صحیح ہے کہ میں جارہی ہوں۔۔
کچھ وقت کے لیے ان کی لائف سے تو۔۔۔اب چاچو سے چاچی اور
فرحان بھائی کا شکوہ ختم ہوجائے گا۔۔چاچو اپنی فیملی پر زیادہ سے زیادہ
توجہ دیں گے۔۔ان کی فیملی کے بیچ پیار بڑھے گا۔۔۔اور کیا پتہ کہ
میرے پاکستان آنے تک وہ مجھے پیار کرنے لگیں۔۔۔مجھے بھی اپنی فیملی

میں شامل کرنے۔۔شاید۔۔۔میری بھی ان کی فیملی میں تھوڑی سی۔۔جگہ بن جائے۔۔۔۔شاید۔۔؟

گاڑی ائیرپورٹ کے باہر رکی۔۔۔دونوں گاڑی سے باہر اترے۔۔۔رضا نے گاڑی کی ڈِگی سے اسکا سوٹ کیس اور ایک ہینڈ بیگ نکالا۔۔دونوں اندر چلے گئے۔۔شانزے کو دور سے ہی اپنے کالج کے کچھ اسٹوڈنٹ نظر آئے جو کہ اپنے ماں باپ اور رشتہ داروں کے ساتھ کھڑے تھے اور انہیں الوداع کہہ رہے تھے۔۔اب چھوڑ جانے کا وقت تھا۔۔جو کہ مشکل تھا۔شانزے نے آنسو بھری آنکھوں سے رضا کو دیکھا۔۔

میری گڑیا۔۔۔۔ہم روز فون پر بات کریں گے۔۔۔ٹھیک؟رضا نے جب شانزے کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو اسے تسلی دی۔۔۔جینز پر لانگ شرٹ اوپر لانگ کریمی رنگ کا اوور کوٹ پہنے جبکہ بالوں میں چھوٹا سا رومال باندھے۔۔۔وہ اداس۔۔چھوٹی سی بچی لگ رہی تھی۔۔جو کہ اپنے اسکول کے پہلے دن جاتے وقت اپنے ماں باپ کو چھوڑنا نہیں چاہتی اسے ڈر ہے کہ اگر وہ اسکول کے اندر گئی تو پھر وہ کھو جائے گی۔۔۔اور کبھی اسے اسکے والدین مل نہیں پائیں گے۔۔

چاچو۔۔۔آپ مجھے بھولیں گے تو نہیں نا؟شانزے نے آنسو بھری آنکھوں

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سے رضا کو دیکھا۔۔وہ اسکے انداز پر اپنے آنسو ضبط کر گیا۔۔

نہیں میری جان۔۔۔میں اپنی گڑیا کو بلکل بھی نہیں بھولوں گا اور ایک دو سال کی تو بات ہے۔۔۔پھر تو گڑیا اپنے چاچو کے ساتھ ہی رہے گی نا۔۔رضا نے نرمی سے اسکے گال صاف کیے۔۔وہ اسے بہلا رہا تھا۔۔۔

چلو۔۔۔فلائٹ مِس نہ ہوجائے۔ابھی تو تمہاری آگے چیکنگ بھی ہوگی۔۔ چلو۔۔رضا نے ہاتھ میں پکڑا بیگ نیچے رکھا۔۔۔شانزے بیگ کو ہاتھ میں لیے دوسرے ہاتھ میں سوٹ کیس بیگ دھکیلے آگے بڑھنے لگی۔۔۔پیچھے مڑکر رضا کو دیکھا۔۔۔جو اس کو دیکھ کر اداسی سے مسکرایا۔۔۔شانزے نے رضا کی آنکھ میں دور سے بھی چمکتے آنسو دیکھے۔۔۔جو وہ چھپا رہے تھے۔۔شانزے سُن ہوگئی۔۔کیونکہ کبھی بھی اس نے اپنے چاچو کی آنکھ میں آنسو نہیں دیکھا تھا۔۔۔اور ٹھہر کر رضا کو دیکھتی رہی۔۔رضا نے ایک ہاتھ کو کان کی طرف لے جاکر فون کرنے کا اشارہ کیا تو شانزے سرہلاتی تسلی دیتی آگے بڑھ گئی۔۔

اب مجھے پتہ ہے کہ چاچو میرے جانے کے بعد بہت رو رہے ہوں گے۔۔ان کی روتی صورت میری آنکھوں میں بس سی گئی ہے۔۔۔میں بھولنے کی کوشش کررہی ہوں۔۔۔پر بھول نہیں پارہی۔۔۔وہ مجھے ہر جگہ

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

نظر آرہے ہیں۔۔۔لیکن میں مطمئن ہوں کہ وہ میری غیر موجودگی کے عادی ہوجائیں گے۔۔۔جلد۔۔شروع میں تھوڑا مسئلہ ہوگا۔۔پر وہ عادی ہوجائیں گے۔۔۔وہ اپنی فیملی کو وقت دیں گے۔لیکن پھر وہ مجھے بھول جائیں گے۔۔

جہاز اب اپنی اڑان بھررہا تھا۔۔وہ سر سیٹ کی پشت سے لگائے آنکھیں موند گئی۔۔بند آنکھوں سے آنسو۔۔چہرے پر لکیر بناتے۔۔کھلے بالوں میں جذب ہونے لگے۔

کچھ مقامات پر۔۔۔انسان کو اپنا دل مارنا پڑتا ہے۔کوئی خواہش پوری کرنے کیلئے۔۔۔۔اور شانزے بھی یہی کررہی تھی۔۔۔

❤جاری ہے❤

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پر اپناناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین